بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

086: اللہ تعالیٰ جنت کے لیے خاص لوگ پیدا کرے گا پھر جنت میں اُن کو داخل کر دے گا۔

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور ہم بات کر رہے تھے آخرت پر ایمان کے تعلق سے اور آج کی نشست میں جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الأمر الثاني عشر مما يكون يوم القيامة'' بارہواں معاملہ جو قیامت کے دن ہو گا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وَيَبْقى فِي الجَنَّةِ فَضْلٌ عَمَّنْ دَخَلَهَا مِنْ أَهْلِ الدُّنْيا''(اور جنت میں خالی جگہ رہے گی اُن لوگوں سے جو دنیا میں سے جنت میں یعنی مومن داخل ہوں گے)۔یعنی جب مومن جنت میں داخل ہوں گے تو جنت بھرے گی نہیں؛اب سارے جنتی جنت میں داخل ہو گئے اس کے باوجود بھی جنت میں ایسی جگہ ہو گی جو خالی ہو گی۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمینوں کی مانند ہے اور یہ جنت جو ہے جب اس میں اہل جنت داخل ہوں گے یہ بھرے گی نہیں،اور اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو بھرنا جو ہے اس کی کفالت لی ہے (یعنی اس کو واجب قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کو بھی بھر دے گا اور دوزخ کو بھی بھر دے گا)۔

جہنم کے تعلق سے ایک حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے) کہ جب جہنم میں جہنمیوں کو پھینکا جائے گا تو وہ کہے گی ﴿هَلْ مِن مَّزِيْدٍ﴾ (مجھے اور چاہیے کیا اور ہے؟)(ق:30) ''فلا تمتلىٔ''(تو وہ جہنم بھرے گی نہیں)؛ تو اللہ عزّ وجلّ اپنا قدم اس میں رکھے گا تو وہ آپس میں مل جائے گی اور کہے گی ''قَطْ، قَطْ'' (اب کافی ہے اب کافی ہے)۔

اور جنت کے لیے جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے (صحیح بخاری مسلم میں) جنت میں جو خالی جگہ ہو گی اللہ تعالیٰ اس خالی جگہ کے لیے محض اپنے فضل و کرم سے اپنی رحمت سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف جنتی ہوں گے؛ اللہ تعالیٰ اُس وقت پیدا کرے گا

اور جنت کو بھر دے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے: ﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾إلي آخر الآية (تمہارے ربّ نے اپنے اوپر رحمت کو لکھ دیا ہے (یعنی واجب قرار دے دیا ہے))(الانعام:54)۔

اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کے مطابق ہے اور مقتضی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس حدیث قدسی میں فرمایا ہے: "إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي" (کہ میری رحمت جو ہے میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے)؛ اور یہ حدیث متفق علیہ حدیث ہے۔

اور اس لیے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لیے خاص لوگ پیدا کرے گا پھر اللہ تعالیٰ جنت میں اُن کو داخل کر دے گا۔

یعنی ہمارا یہ بھی ایمان ہے آخرت پر ایمان کے تعلق سے کہ جنت پر بھی ہمارا ایمان ہے دوزخ پر بھی ہمارا ایمان ہے اور اس ایمان میں یہ بھی شامل ہے کہ جنت بہت بڑی اور وسیع ہے، اتنی بڑی ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے (سارے جنتی) اس کے باوجود بھی جنت میں خالی جگہ رہے گی اُس خالی جگہ کو اللہ تعالیٰ بھر دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو بھی بھرے اور جنت کو بھی بھرے گا؛ تو جنت کو بھرنے کے لیے اللہ تعالیٰ خاص لوگ پیدا کرے گا جو جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

اور جہنم بھی خالی ہو گی یعنی اُس میں بھی جگہ ہو گی بلکہ جہنم بھرے گی نہیں اور مزید مطالبہ کرے گی کہ اس کو مزید ایندھن کی ضرورت ہے اسے مزید ایندھن چاہیے (آپ جانتے ہیں کہ جہنم کا ایندھن جو ہیں وہ پتھر ہیں اور انسان ہیں یہ جو جہنمی ہیں جن وانس میں سے ایندھن کہتے ہیں فیول (Fuel) کو جس سے آگ لگتی ہے) تو وہ کہے گی ﴿هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ جیسا کہ سورۃ ق میں آیا ہے کہ مجھے اور چاہیے اور ہے تو بہت جگہ ہے اور چاہیے۔

ایک روایت میں آیا ہے شاذ روایت میں (صحیح بخاری میں شاذ روایت ہے)، سنداً صحیح ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ جو شاذ روایت ہوتی ہے اس کی سند صحیح ہوتی ہے لیکن متن میں کسی نکارت کی وجہ سے یا جو زیادہ ثقات ہیں عدد کے اعتبار سے یا عدالت کے اعتبار سے اُن سے کم تعداد یا کم ثقہ راوی جو ہیں وہ روایت پیش کر دیتے ہیں تو جو روایت صحیح ہوتی ہے اسے محفوظ کہتے ہیں جو روایت ضعیف ہوتی ہے اسے شاذ کہتے ہیں، سنداً دونوں صحیح ہیں۔

تو صحیح بخاری میں ایک روایت میں آیا ہے کہ جہنم کے لیے اللہ تعالیٰ خاص لوگ پیدا کرے گا اُس جگہ کو بھرنے کے لیے؛ اور یہ اس لیے روایت ضعیف اور شاذ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عدل وانصاف کے مخالف ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کو پیدا کرے گا اور بغیر آزمائش کے اور بغیر حجت قائم کرنے کے جہنم میں سزا دے گا یہ اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کے منافی ہے، اور رحمت اور فضل و کرم کے بھی منافی ہے، تو اس لیے روایت جو ہے شاذ روایت ہے۔

اور جو صحیح روایت ہے اس اعتبار سے جس کا ذکر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم رکھے گا جہنم میں، وہ کہے گی "اب بس ہو گیا، اب بس ہو گیا ہے اب کافی ہے"۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): مصنف کا یہ قول یعنی شیخ الاسلام کا یہ قول: "وأصناف ما تضمنته الدار الآخرة من الحساب والثواب والعقاب": آخرت میں یہ تین چیزیں ہوں گی حساب اور کتاب کے اعتبار سے کہ حساب ہو گا، ثواب یعنی جزاء ہو گی اور عقاب یعنی سزا ہو گی (حساب، جزاء اور سزا یہ تین چیزیں ہیں)۔

(۱) حساب پہلے گزر چکا ہے کہ مومن کا کیسے ہو گا اور مشرک اور کافر کا حساب کیسے ہو گا، اہل ایمان کا اہل کفر کا مختلف طریقے سے حساب ہو گا اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(۲) ثواب سے مراد یعنی جزاء سے مراد نیکیوں کی جزاء جو ہے کہ ایک نیکی کے بدلے اللہ تعالیٰ دَس نیکیاں عطا فرماتا ہے سات سو گنا تک یا اس سے بھی زیادہ۔

یعنی ایک نیکی کا اُجر جو ہے جزاء جو ہے اس کے برابر ایک نیکی نہیں ہے، ایک نیکی کا اُجر و ثواب جو ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے وہ دَس گنا بھی ہو سکتا ہے وہ سات سو گنا بھی ہو سکتا ہے اُس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے؛ اور اللہ تعالیٰ کا فضل کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے جتنا دے دے۔

(۳) اور عقاب یعنی سزا جو ہے اس کا مطلب یہ ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ بُرائیوں کا بدلہ یا بُرائیوں کی سزا جو ہے، ایک بُرائی کا بدلہ جو ہے وہ ایک بُرائی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

دیکھیں کرم دیکھیں (سبحان اللہ) آپ نیکی کرتے ہیں آپ کو اس کا کئی گنا اُجر و ثواب ملتا ہے یعنی یہ یقین رکھیں کہ ایک نیکی کا بدلہ ایک ہو ہی نہیں سکتا، اور زیادہ تعداد میں دَس آیا ہے یعنی ایک کے بدلے دَس، سات سو گنا تک بھی آیا ہے اور اس سے زیادہ بھی آیا ہے۔

اس سے زیادہ کی مثال کوئی جانتا ہے؟ روزے کے تعلق سے کیا فرمایا؟ "فإنه لي وأنا أجزي به": کتنا ہے جانتا ہے کوئی؟ یقیناً سات سو گنا سے زیادہ ہے کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)۔

صبر کرنے والے کو کتنا اللہ تعالیٰ دیتا ہے؟ ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ جانتے ہیں؟ (الزمر:10): "أضعاف كثيرة" (سبحان اللہ)۔

دیکھیں عجب ہے کہ نہیں اس کے باوجود بھی ایسے مسلمان بھی کلمہ پڑھنے والے موجود ہیں جو جہنم میں داخل ہوں گے؟!

دیکھیں کافر کی تو کوئی نیکی نہیں ہے نا اس کی تو ہم بات نہیں کرتے کہ جس نے ربّ کو نہیں مانا تو اس نے کیا پایا ہے دنیا میں! دنیا کی ساری لذتیں لے لے ساری دنیا اس کے پاس آجائے جس کا ایمان نہیں اس کا کچھ بھی نہیں ہے دنیا سے خالی ہاتھ گیا اس کے بعد اس کے پاس کیا ہے؟! اللہ تعالیٰ کے عذاب کے سوا کچھ بھی نہیں ہے تو اس کی ہم بات نہیں کرتے۔

اُس مسلمان کی ہم بات کر رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے؛ دیکھیں بڑا کرم ہے اللہ تعالیٰ کا کہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے ہیں یہ الگ سے احسان ہے اللہ تعالیٰ کا؛ کتنا بڑا چیلنج ہوتا اگر ہم کسی ہندو گھرانے میں ہوتے یا کرسچن یا یہودی کسی گھرانے میں ہوتے کہ ہم نے اسلام کو پہلے دیکھنا ہے پھر سمجھنا ہے پھر اپنے پورے گھر والوں کے اور اپنی پوری قوم کے اینٹی جانا ہے اُن کی مخالفت کرنی ہے پھر ہم نے اسلام قبول کرنا ہے، پھر جو بھی اُس کے راستے میں رکاوٹیں ہیں وہ سب ہم نے توڑ کر ختم کر دینی ہیں!

لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں بالکل آسان راستہ دیا ہے کہ مسلمان گھرانہ ہے مسلمان معاشرہ ہے عجب بات یہ ہے کہ یہ مسلمان جہنم میں کیسے داخل ہوتا ہے جب ایک نیکی کا بدلہ ایک نیکی ہو نہیں سکتا اور ایک بُرائی کا بدلہ ایک ہے؟! یعنی اتنی زیادہ بُرائیاں اور اتنی کم نیکیاں انسان کرے گا تب وہ جہنم میں داخل ہوگا پتہ ہے! ورنہ اگر ایک نیکی کا بدلہ ایک ہوتا ایک گناہ کا بدلہ ایک ہوتا تب تو کہا جا سکتا ہے جبکہ انصاف ہے یہ!

ایک نیکی کا بدلہ ایک نیکی انصاف ہے کہ نہیں؟ انصاف ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نیکی کے بدلے میں انصاف سے کام نہیں بلکہ اپنے فضل و کرم سے کام لیتا ہے اس کے باوجود بھی یہ مسلمان جہنم میں داخل ہوتا ہے اپنے گناہوں کی وجہ سے (سبحان اللہ)؛ اس لیے فرمایا ہے: "لا يظلمون" (کبھی ظلم نہیں ہوگا)۔ یعنی ایک بُرائی کا بدلہ ایک بُرائی ہے اس کی سزا اس کے مطابق ہے بُرائی کو دگنا

نہیں کیا جاتا بُرائی کو اتنا ہی رکھا جاتا ہے اتنی ہی سزا دی جاتی ہے لیکن کچھ ایسی بُرائیاں ہیں جن کے ساتھ کوئی بھی نیکی باقی نہیں رہتی کوئی جانتا ہے؟ کفر اور شرک، اس لیے کافر کی کوئی نیکی اُس کے کام نہیں آئے گی۔

کیا کافر کوئی نیکی کرتا ہے؟ نہیں کرتے؟! کرتے ہیں۔ اُن کو اُجر ملتا ہے ایک بھی ملتا ہے ایک نیکی کے بدلے؟ دیکھیں ایک سے بھی محروم ہیں وہ ایک نیکی کے بدلے اُن کو کچھ نہیں ملتا (کافر کو) کیونکہ جو اصل بنیاد تھی نیکی کے بدلے کی کہ دَس ہو کم سے کم یا اُس سے زیادہ سات سو یا اُس سے زیادہ ہو اُس کی اساس کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توحید جس کی اساس ہے، جس کے پاس یہ طاقت ہے یہ انعام اور احسان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اب اس کی نیکیاں تو پھر ایمان کی بنیاد پر اور توحید کی بنیاد پر دگنی تگنی ہوتی جائیں گی بڑھتی جائیں گی۔

کافر کے پاس کیا ہے؟ کچھ نہیں ہے؛ وہ سچ بولے گا دنیا میں اُجر نہیں بدلہ ملے گا اس کا، وہ کسی غریب کی مدد کرتا ہے اس کا بدلہ دنیا میں اسے دے دے گا اللہ تعالیٰ۔

اس لیے آپ دنیا میں آج کل کافروں کی زندگی دیکھیں رہن سہن دیکھ لیں آپ کہ ٹیکنالوجی میں وہ بہت آگے ہیں، صحت میں، شکل وصورت میں خوبصورتی میں، موسم میں، ماحول میں؛ نہیں!

ترقی یافتہ ملک سب سے پہلے کون آتے ہیں جن کو ترقی یافتہ کہتے ہیں؟ وہی آتے ہیں نا سامنے۔ کیوں؟ انصاف ہے اللہ تعالیٰ کا اللہ تعالیٰ کافر کے ساتھ بھی انصاف کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا (سبحان اللہ)۔

اس لیے کوئی کہے گا کہ وہ کافر بھی تو بیچارے ہیں! بیچارے نہیں ہیں۔ کوئی کہتا ہے نا کہ کافر بیچارے بھی تو اچھے کام کرتے ہیں دیکھیں افریقہ میں انہوں نے پتہ نہیں کیا کچھ نہیں کیا ہے سیلاب زدگان کی مدد کرتے ہیں، یا پتہ نہیں کون سا جو کافر ہے وہ انڈیوجول لیول (Individual level) پر اور حکومتی لیول پر بھی گورنمنٹ کے لیول پر بھی بڑے کام کرتے ہیں مدد کرتے ہیں اس کے باوجود بھی کچھ ملنا تو چاہیے؟ مل تو رہا ہے۔ کیا مل رہا ہے؟ یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے دے دی ہے۔

اس لیے حدیث میں کیا ہے دنیا کے تعلق سے؟ کافر کی جنت ہے۔ اور مومن کے لیے کیا ہے؟ قید خانہ ہے۔ مومن کے لیے قید خانہ ہے کیوں؟ آپ فری ہیں اپنی مرضی کر سکتے ہیں؟

آپ کا اپنا پیسہ ہے خود حلال کی کمائی ہے خون پسینے سے کمایا ہے آپ اسے آگ لگا سکتے ہیں؟ بھئی آپ کا اپنا پیسہ ہے آگ لگا دو! نہیں لگا سکتے۔ تو پھر فری ہیں آپ کیا؟

آپ کی اپنی جان ہے اپنی صحت ہے آپ زہر پی سکتے ہو؟ اپنے آپ کو تکلیف پہنچا سکتے ہو؟ خودکشی کر سکتے ہو؟ نہیں۔ تو پھر! آپ حرام کما سکتے ہو؟ آپ زناکاری کر سکتے ہو؟ بدکاری کر سکتے ہو؟ (سبحان اللہ)۔ اُن کی گرل فرینڈز ہیں اُن کی بدکاریاں ہیں ،شراب پیتے ہیں، کر سکتے ہو؟ کافر کے لیے کیا ہے؟

مثال دیکھیں سبحان اللہ کہ جنت میں کیا ہو گا؟ جو بھی آپ تمنا کرتے ہیں جو بھی چاہتے ہیں۔ شادیاں چار نہیں ہوں گی حوریں کتنی ہوں گی؟ اللہ بہتر جانتا ہے لیکن یقیناً ایک نہیں ہو گی۔

کم سے کم جنتی کے تعلق سے جو حدیث میں آیا ہے کہ وہ دنیا کا سب سے بڑا جو بادشاہ ہے اس کا دَس گنا زیادہ ہو گا؛ یہ سب سے کم جنتی ہے!

دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ کون ہو گا سوچیں آپ؟ ملٹی ملینئر (Multi-Millionaire)۔ دنیا کا بادشاہ اس لیے کہا ہے کہ سب سے امیر ترین بندہ دنیا کا اُس کا دَس گنا زیادہ سوچ سکتے ہیں آپ؟! یہ کم سے کم جنتی ہے جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہو گا (سبحان اللہ)۔

مثال کیوں دی ہے جنت کی کہ کافر کے لیے جنت ہے دنیا؟ کیونکہ جو اس کو چاہیے مل جائے گا۔ اس کو روکنے کی کوئی وجہ ہے وہ رُکے گا؟ رُکے گا کیوں؟

اس لیے میں حیران ہوا ہوں ایک بہت پرانی بات ہے پروگرام دیکھ رہا تھا میں سن رہا تھا بیس پچیس سال پہلے کی بات ہے ایک شخص کہتا ہے میں نے ہزار زنا کیے ہیں، اور فخر کر رہا تھا ہزار پر! میں سن کر حیران ہو گیا کہ ہزار کیسے کیا ہو گا اس نے یعنی کوئی لمٹ نہیں ہے کوئی روکنے والا ٹوکنے والا نہیں ہے؟! اب کافر کو روکے گا کون مجھے بتائیں نہ تو اللہ کا خوف ہے نہ اس کوئی روک سکتا ہے! اس کے لیے دنیا کیا ہے یہ؟ جنت ہے (سبحان اللہ)۔

اس لیے پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں جنت اور دوزخ کے تعلق سے ہمارا ایمان کیا ہے مختصر دیکھیں دو چار لفظوں میں تاکہ آپ کو یاد آ جائے کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ ہمارا ایمان آخرت پر جو ہے اس میں جنت اور دوزخ پر ایمان بھی شامل ہے؛ میں نے بتایا تھا نا تقریباً دَس بارہ چیزیں ہیں ان میں سے جنت اور دوزخ بھی شامل ہے اب جنت کیا ہے دوزخ کیا ہے مختصر تعارف جنت کا اور ہمارا ایمان کیا ہے اس کے اوپر چار پانچ لائنوں میں :

1- جنت جو ہے یہ وہ گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تیار کیا اپنے اولیاء کے لیے اپنے پیاروں کے لیے اپنے دوستوں کے لیے، اور اس جنت میں ہر وہ چیز ہے جو نفس چاہتا ہے پسند کرتا ہے: "ما تشتهيه الأنفس وتلذ الأعين" اور آنکھوں کو لذت محسوس ہوتی ہے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

اور اس جنت میں ہر وہ چیز ہے جسے کبھی کسی آنکھ نے نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کبھی کسی کا گمان ہو سکا (یعنی آپ سوچ بھی نہیں سکتے آپ کی سوچ بھی وہاں تک جا نہیں سکتی) جنت میں سیب ہے جنت میں پھل ہیں، جنت میں پانی کے چشمے ہیں، ہم پانی کی جب بات کرتے ہیں ہمیں یہ پانی نظر آتا ہے یہ پانی ہم پیتے ہیں نا، سوچ بھی نہیں سکتے!

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں صرف ناموں کی مشابہت ہے بس (تاکہ پتہ چلے کہ یہ چیزیں کیا ہیں ورنہ اگر نام بھی اور ہوتے ہمیں کیا پتہ کیا ہوتے)۔

صرف نام کی حد تک مشابہت ہے پتہ ہے! جنت کا پانی یہ ہوگا نہیں کبھی، نہ ہی جنت کا پھل یہ پھل ہوگا جو ہم کھاتے ہیں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! اس لیے فرمایا کبھی کسی آنکھ نے نہ دیکھا! سیب دیکھا ہے کہ نہیں؟ تو پھر کیسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا؟! نام کی مشابہت ہے پتہ چلے کہ سیب بھی ہوگا، اگر یہ نام بھی نہ ہوتے ہمیں کیا پتہ کوئی اور نئے نام آجاتے کیا پتہ کیا چیزیں ہیں پھر ہمارے دل میں اس کا کیا اثر ہوتا؟! یہ اللہ کی حکمت ہے (سبحان اللہ) وہی نام ہیں جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں جو خود کھاتے ہیں ٹیسٹ کرتے ہیں۔

اس لیے حدیث میں ہے سیب آپ جب کھاتے ہیں یا کوئی پھل کھاتے ہیں ہر وقت اور ٹیسٹ ہوگا، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک سیب جیسے ہم کھاتے ہیں تھوڑا سا ٹیسٹ میں فرق پڑتا ہے لیکن اس کا اصل جو ذائقہ جو ہے وہ ایک ہی ہوتا ہے اور تھوڑا سا کوئی پاکستان کا ہے کوئی امریکہ کا ہے کوئی کہاں کا ہے تھوڑا سا فرق پڑے گا لیکن ٹیسٹ وہی پتہ چلے گا آپ کو کہ سیب ہی کھا رہا ہوں میں ایسا ہے نا؟

جنت میں جب آپ سیب کھائیں گے اگلی مرتبہ یا اگلی بائیٹ میں اور مزہ ہوگا، اگلے میں اور ہوگا، اس سے اگلے میں اور ہوگا، یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک ہی ٹیسٹ آپ کبھی چکھ سکیں! ہمارے ذائقے اس وقت محدود ہیں دنیا میں، وہاں پر لا محدود ہے! ہمارے کلرز کتنے ہیں دنیا میں؟ آپ گن سکتے ہیں؛ وہاں پر آپ گن بھی نہیں سکتے! اس لیے کبھی آنکھ نے نہ دیکھا کا کیا مطلب ہے؟

اچھا کبھی کسی کان نے نہ سنا: جو بھی تعریفیں آپ سنتے ہیں حوروں کی جنت کی یہ صرف نام کی حد تک مشابہت ہے (سبحان اللہ) ایسی تعریف ایسی چیزیں جو کبھی آپ نے سوچی نہیں تھیں!

اچھا فکشن (Fiction) دیکھیں بہت ساری فکشن (Fiction) چیزیں آ رہی ہیں آج کل جنت کے بارے میں جتنا بھی اُن کو بنایا ہے کہ کوئی باغات نظر آتے ہیں، دیکھا ہے جنت کی بات آتی ہے تو کوئی سبزی بھی آپ کو ایسے گریزی (Greenery) نظر آجاتی ہے؛ یعنی پتہ ہے کیونکہ جنت میں باغ ہیں اور گھنے باغ ہیں جیسا کہ بعض آیتوں میں آیا ہے تو وہ باغ ہمیشہ گھنے ہوتے ہیں اور باغ ہمیشہ گرین ہوتے ہیں سبز ہوتے ہیں اور کچھ پھلوں کی تصویریں بھی ہوتی ہیں؛ آپ کا گمان نہیں جا سکتا۔ بھئی یہ تقریب کے لیے بھی نہیں ہے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

اس لیے حدیث کے جو الفاظ ہیں: "وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ": بشر میں سے سب سے بڑا سائنسدان سب سے بڑا سمجھدار، سب سے بڑا عقلمند، سب سے بڑا دانشور کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ خاص جگہ ہے خاص پیاروں خاص بندوں کے لیے اگر کسی آنکھ نے دیکھ لیا ہوتا یا کسی کان نے سن لیا ہوتا پھر کیا ہوتا؟!

اس لیے ایکسپشن (Exception) کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت دکھادی گئی ہے، حدیث میں آیا ہے کہ انگور کا خوشہ جو ہے وہ سامنے آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں صلاۃ الکسوف پڑھتے ہوئے میں آگے بڑھا لینے کے لیے میں لے نہ سکا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہ لے لیتا تو آپ تا قیامت کھاتے رہتے اس میں سے۔ وہ کیسا پھل ہے جو آپ قیامت تک کھاتے رہتے! (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ السجدہ آیت نمبر 17 میں: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ۝١٧﴾۔

کوئی نفس نہیں جانتا ان کے لیے کیا چھپایا گیا ہے؛ کہاں؟ جنت میں۔ ﴿مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (آنکھوں کی ٹھنڈک)۔ یہ کس لیے ہے؟ ﴿جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾ (یہ ان کی جزا ہے (یہ اُجر و ثواب کی بات ہو رہی ہے یہ ثواب ہے یہ جزاء ہے ان کی) ان کے اعمال کے سبب جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے)۔

ہمارے اعمال جو ہم اعمال کرتے ہیں جنت بدلہ نہیں ہے اعمال سبب ضرور ہے ورنہ اللہ کی جنت کہاں ہمارے یہ چھوٹے موٹے اعمال کہاں پر ہیں! (سبحان اللہ)۔

یعنی اس جنت کی حقیقت اور قرب جو ہے اسے کوئی جان نہیں سکتا، اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ جنت اس وقت موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (تیار کر دی گئی ہے متقین کے لیے) (آل عمران:133): اس کا مطلب یہ اس وقت موجود ہے۔

اور اس معنی میں احادیث شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ متواتر احادیث موجود ہیں۔

اور جنت جو ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہے گی (یہ اور خوشخبری ہے یعنی جنتی کبھی مرے گا نہیں ہمیشہ کے لیے زندگی ہے جنت میں) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿١٠٨﴾﴾ (هود:108)؛ "وقوله" ﴿خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا﴾ (التوبه:100)؛ اور بہت ساری آیات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا﴾ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں رہیں گے جنتی جو ہیں۔

اور حدیث میں آپ جانتے ہیں آیا ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو پھر موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور پھر موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور اعلان ہوگا: اے جنتیو! ہمیشہ کی زندگی ہے آج کے بعد کوئی موت نہیں، اے دوزخیو! ہمیشہ کی زندگی ہے آج کے بعد کوئی موت نہیں (سبحان اللہ)۔

یہ تھا مختصر سا ہمارا ایمان جنت کے تعلق سے۔

2-دوزخ کے تعلق سے شیخ صاحب فرماتے ہیں: جہنم کی آگ یہ وہ گھر ہے یہ وہ جگہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے لیے تیار کیا ہے اور اس میں مختلف قسم کے شدید طریقے کے عذاب موجود ہیں جو قابل برداشت ہو نہیں سکتے؛ "لا يطاق" یعنی قابل برداشت نہیں ہو سکتے۔

اور جہنم اس وقت موجود ہے یہ بھی ہمارا ایمان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾ (تیار کر دی گئی ہے کافرین کے لیے) (آل عمران:131)؛ اور اس معنی میں بہت ساری احادیث موجود ہیں اور مشہور و معروف احادیث ہیں۔

اور جو جہنمی ہیں وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورہ الاحزاب آیت نمبر 64 اور 65 میں: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا﴾ إلي آخر الآية (بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت بھیجی ہے اور اُن کے لیے جہنم کا عذاب (سَعِيرًا: سلگتی ہوئی آگ جو ہے) تیار کیا ہے) ﴿خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا﴾ ((یہ شاہد ہے) جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی تین آیتوں میں بیان فرمایا ہے کہ جہنمی جو ہیں وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے؛ ایک تو یہ آیت ہے جو سورۃ الاحزاب میں آیا ہے، دوسری سورۃ النساء کے آخر میں ہے، اور تیسری آیت جو سورۃ الجن میں ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ جہنم بھی ہمیشہ کے لیے رہے گی جہنمی کے لیے یعنی اُن کے عذاب کے لیے۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور اس کی تفصیل جو ہے مذکور ہے یعنی ذکر کیا گیا ہے آسمانی کتابوں میں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی تورات انجیل میں، صحف ابراہیم اور موسیٰ اور ان کے علاوہ جو بھی کتابیں نازل کی گئی ہیں اُن تمام میں اس چیز کا ذکر ہے اور تفصیل سے ذکر ہے کیونکہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہے، اور آخرت پر ایمان کے بغیر استقامت ممکن نہیں ہے لوگوں کی جس میں ہر انسان کو اس کے عمل کا بدلہ دے دیا جائے گا چاہے خیر ہو یا شَر ہو۔

یعنی آخرت پر ایمان کے تعلق سے اب اختتامی الفاظ ہیں اور اس کی تفصیل جو ہے وہ سابقہ کتابوں میں بھی موجود ہے یعنی صرف قرآن مجید میں نہیں ہے؛ جتنی بھی کتابیں نازل ہوئی ہیں اُن تمام میں آخرت پر ایمان کا ذکر ہے اور تفصیل سے ہے کیونکہ لوگوں کو اس کی اشد ضرورت ہے۔

اس لیے آپ دیکھیں کہ اکثر آیات میں اللہ تعالیٰ دو چیزوں کو اکثر جوڑتا ہے "الایمان باللہ والیوم الآخر": کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور پھر آخرت پر ایمان نہ ہو تو اُن کے ایمان کا کیا فائدہ ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا؟! جب نہ جزاء ہے نہ سزا ہے آپ ایمان رکھیں نہ رکھیں کوئی فرق نہیں پھر تو! جب کوئی آخرت ہے ہی نہیں دوبارہ زندہ ہونا ہی نہیں ہے تو پھر ایمان کا کیا فائدہ ہے؟! دنیا کی حد تک ہے اس کا کیا فائدہ ہے پھر؟!

دنیا کی زندگی لمیٹڈ (Limited) ہے کوئی بیس کوئی تیس کوئی پچاس کوئی سو پھر مر جاتا ہے پھر آگے کیا کرنا ہے اس نے؟! ہمیشہ کی زندگی کیا ہوتی ہے؟

اور یہاں پر کوئی مسکین ہے کوئی فقیر ہے کوئی غریب ہے، کوئی بیمار ہے کوئی لولا ہے کوئی لنگڑا ہے کسی کو کیا تکلیف ہے، کوئی بے اولاد ہے کوئی کیا ہے تو اس کرب میں رہے گا مر جائے گا پھر؟!

دیکھیں مومن کے لیے آخرت میں کیا ہے؟ ایک ایک تکلیف کا جو بدلہ ہے وہ جنت ہے جنت کے درجات ہیں درجات کی بلندیاں ہیں (سبحان اللہ)۔

اس لیے یہ نہ سمجھیں کہ جسے اللہ تعالیٰ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہے اس لیے اسے دیتا ہے، اور جسے اللہ تعالیٰ محروم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے محروم کیا ہوا ہے؛ ہر گز نہیں!

اللہ تعالیٰ نے کافر کو دیا ہے کہ نہیں؟ فرعون کو دیا ہے، نمرود کو دیا ہے، اور کافروں کو دے رہا ہے؛ صحت ہے عافیت ہے مال ہے دولت ہے دنیا ہے، اور کئی مومن ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے محروم کیا ہوا ہے دنیا کی آسائشوں سے بھی محروم کیا ہوا ہے۔

یہاں تک کہ ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں تو اُٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں سیدنا عمر کو دیکھ کر، کیونکہ اس وقت جو چادر تھی وہ پہنی ہوئی نہیں تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ایسے ہی لیٹے ہوئے تھے تو چٹائی کا اثر جو تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر تھا پیٹھ پر، سیدنا عمر کے آنسو نکل آئے، فرمایا: یارسول اللہ! قیصر اور کسریٰ دیکھیں حریر اور مخمل کے ریشم کے بستروں پر سوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں کہ آپ (یعنی تعجب ہوتا ہے نادنیا دیکھیں یعنی سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید ولد آدم علیہ الصلاۃ والسلام، سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام) چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں زمین پر اور اثر بھی جسم پر ہے (جسم مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)؛ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اے عمر! تو کیا یہ نہیں چاہتا کہ اُن کے دنیا میں ہو ہمارے لیے آخرت میں ہو؟

پیغام دیکھیں!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ صحابہ کو اور اہل ایمان کو کس سے جوڑا ہے؟ آخرت سے جوڑا ہے کہ آپ پریشان نہ ہوں دنیا تو چلی ہی جائے گی (کہتے ہیں نا اوکھے سوکھے جیسے بھی چلی جائے گی) لیکن آخرت جو ہے وہ اصل جگہ ہے اصل مقام ہے (سبحان اللہ)۔

تو اس کی تفصیل موجود ہے اور انسانوں کو ہمیں مسلمانوں کو اہل علم کو اشد ضرورت ہے کہ آخرت پر ایمان کی تفصیل کو جانیں۔

کیوں؟

جب اسے یقین ہو گا کہ دوزخ بھی ہے جنت بھی ہے، یقین ہو گا کہ پُل صراط بھی ہے، یقین ہو گا کہ حوض کوثر بھی ہے، یقین ہو گا کہ حساب بھی دینا ہے، میدان محشر بھی ہے دوبارہ زندگی بھی ہے تو اچھے عمل کرے گا کہ نہیں؟

ایک پُش کرنے کے لیے ہے ناچیز آپ کو کچھ نیکی پر استقامت پر قائم رہنے کے لیے اس لیے اس کی تفصیل ہر کتاب میں موجود ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ: ''والآثار من العلم المأثور عن الأنبياء''(اور جتنے بھی آثار ہیں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے اُن میں بھی آخرت پر ایمان کا ذکر ہے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو انبیاء سے علم ماثور ہے(یعنی جو انبیاء کا علم موجود ہے)اس کی دو قسمیں ہیں:

1-پہلی قسم وہ ہے جو وحی سے ثابت ہے اور یہ وہ ہے جس کا ذکر قرآن اور صحیح سنت میں ہوا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کو قبول کیا جائے اور اس کی دلالت پر اعتقاد رکھا جائے کہ صحیح ہے؛یعنی اسے من وعن سے تسلیم کیا جائے کیونکہ وحی کے مطابق ہے۔

یعنی اگر کوئی قول ہمیں ملتا ہے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اور وہ قول جو ہے قرآن مجید کے مطابق ہے تو وہ قول ہم لیں گے کہ نہیں لیں گے؟ ہم لیں گے جبکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں ہے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے کیونکہ وحی کے مطابق ہے قرآن اور سنت کے مطابق ہے تو ہم لے لیں گے۔

2-اور دوسری قسم وہ ہے جو وحی کے بغیر ہے اور اس میں جو جھوٹ ہے تحریف ہے تبدیل اور تغییر داخل کر دیا گیا ہے۔

یعنی جو سابقہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں اُن کا جو علم باقی موجود رہا اُن کی وفات کے بعد وہ دو قسم کا ہے؛ایک وہ علم ہے جو وحی، قرآن اور صحیح سنت کے مطابق ہے تو اُسے ہم تسلیم کرتے ہیں من وعن سے تسلیم کرتے ہیں، دوسری قسم کا وہ علم ہے جو وحی کے مخالف ہے قرآن اور صحیح سنت کے مخالف ہے اسی میں داخل ہوا ہے تحریف اور تبدیل۔

یعنی اگر کوئی بھی قول لے کر آتے ہیں کرسچن (مثال کے طور پر) اور اسے منسوب کرتے ہیں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف جس میں خنزیر کا کھانا ہو کہ خنزیر حلال ہے یا جس میں (نعوذ باللہ) تثلیث کا عقیدہ ہے جبکہ یہ اُن کی تعلیمات ہرگز نہیں تھیں کیونکہ ہر نبی کا جو بنیادی پیغام ہے دعوت کا کیا ہے؟ توحید ہے توحید عبادت ہے؛﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل:36): اب یہ مخالف ہے! اگر کوئی کرسچن آکر یہ کہتا ہے(مثال کے طور پر) تو کیا ہم قبول کریں گے؟ نہیں کریں گے۔ کیوں؟ کیونکہ وحی کے مخالف ہے۔

تو شیخ صاحب یہ فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یہ جو دوسرا علم ہے سابقہ انبیاء کا جو موجود ہے جو وحی کے مخالف ہے اس میں تبدیل اور تحریف ہوا ہے اور جھوٹ اس میں شامل کیا گیا ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اس لیے انسان کو خبر دار رہنا چاہیے کہ جو بھی چیز سابقہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے نقل کی جاتی ہے اسے پہلے دیکھنا ہے (یعنی اس ترازو پر تولنا ہے) اور پھر دیکھنا ہے کہ اسے قبول کرنا ہے کہ نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "اگر اہل کتاب سے تمہیں کوئی چیز ملے، کوئی حدیث یا کوئی بات اہل کتاب سے ملے تو ان کی تصدیق بھی نہ کرو اور تکذیب بھی نہ کرو اور یہ کہو: ''آمَنَّا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ'' ہمارا ایمان اُس چیز پر ہے جو ہمارے اوپر نازل ہوئی اور تمہارے اوپر نازل ہوئی)"؛ یعنی وحی پر ایمان ہے۔

اور اسے امام بخاری نے صحیح بخاری میں روایت کیا ہے اور مسند احمد میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

وہ چیز جس کی دلیل قرآن اور صحیح سنت میں ہے وہ تو ہم لے لیں گے کیونکہ وحی ہے جو اس کے علاوہ ہے ہم اس پر کیا کریں گے؟

توقف سے کام لیں گے۔

توقف کیا ہے؟ نہ مانیں گے اور نہ اس کا انکار کریں گے نہ جھٹلائیں گے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: کیونکہ آپ اگر اُن کی بات کو مان لیتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ آپ باطل کی تصدیق کر لیں، اور اگر جھٹلاتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ آپ حق کی تکذیب کر لیں اور جھٹلا دیں؛ تو آپ نہ تو سچ مانیں اور نہ ہی جھٹلائیں اور یہ کہیں "اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر میرا اُس پر ایمان ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا ہے؟ وحی ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور علماء جو ہیں انبیاء کا سابقہ علم جو ہے وہ تین قسم پر اسے تقسیم کرتے ہیں:

1-پہلی قسم: جس کی ہماری شریعت نے تصدیق کی گواہی دی ہے۔

2-دوسری: جس کی ہماری شریعت نے جھٹلانے کی گواہی دی ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔

(اور ان دونوں چیزوں کا حکم واضح ہے یعنی پہلے کو ہم نے قبول کرنا ہے اور دوسرے کو قبول نہیں کرنا ہے)۔

3-اور تیسری: جس کی ہماری شریعت نے نہ تصدیق کی ہے نہ ہی تکذیب کی ہے، اس میں توقف واجب ہوتا ہے کہ نہ اس کی تصدیق کریں نہ ہی اس کی تکذیب کریں۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور جو علم الموروث ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے وہ اس میں وہ ہر چیز ہے جو شافی اور کافی ہے۔

یعنی سابقہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے علم کے تعلق سے اگر کوئی چیز ہمیں ملتی ہے جو ہماری شریعت کے مطابق بھی ہے ہم وہ لے بھی لیتے ہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں کہتے ہیں؟ کہ تمام شریعتیں منسوخ ہو گئی ہیں، تورات کی تعلیمات سے جو موجود تھیں انجیل نے منسوخ کر دی ہیں اب تورات پر عمل نہیں انجیل پر عمل ہوگا، انجیل کے بعد قرآن مجید نازل ہوا اب انجیل کی ساری تعلیمات منسوخ ہو گئیں جو صحیح ثابت تھیں کوئی تحریف شدہ نہیں (جو صحیح ثابت ہیں وہ منسوخ ہو گئیں) اور عمل قرآن مجید پر ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿مُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ﴾ (المائدۃ:48)؛ مھیمن ہے اب عمل قرآن مجید پر ہوگا۔

تو اس لیے شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ ضرورت نہیں ہے اس کی طرف جانے کی کہ آپ نے سابقہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے آثار کو ڈھونڈنا ہے پھر آپ نے تولنا ہے کہ دیکھیں ثابت ہے کہ نہیں ہے؛ بلکہ جو علم موروث اور موجود ہے جو ہمیں ملا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے وہ شافی ہے اور کافی ہے (عقیدے کے اعتبار سے عبادات کے اعتبار سے معاملات کے اعتبار سے، حسن اخلاق اور سلوک کے اعتبار سے ہر اعتبار سے وہ شافی ہے اور کافی ہے)۔

اور ہمیں اس کی ضرورت بھی نہیں ہے کہ ہم ایسی چیزوں کو ڈھونڈیں شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)؛ یعنی قرآن اور سنت میں ہر چیز موجود ہے اور شافی ہے اور کافی ہے، اور ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم ایسے مواعظ جو دلوں کو نرم کرتے ہیں کتاب و سنت کے علاوہ کسی اور چیز میں ڈھونڈیں اور دیکھیں ہم ان سب چیزوں سے بے پرواہ ہیں کیونکہ جو علم موروث ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ شافی اور کافی ہے ہر اعتبار سے (علم اور ایمان ہر اعتبار سے)۔

پھر جو چیزیں منسوب ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وعظ اور فضائل اور ترغیب اور ترہیب کے تعلق سے اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) ایک صحیح ہے اور مقبول ہے۔ (۲) دوسرا ضعیف ہے۔ (۳) اور تیسرا موضوع ہے۔

تو سارا کا سارا صحیح نہیں ہے اور جو ضعیف اور موضوع ہے ہم اس سے بے پرواہ ہیں ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔

موضوع کے تعلق سے علماء کا اتفاق ہے کہ اس کا ذکر اور لوگوں کے بیچ میں اس کو نشر کرنا جائز نہیں ہے نہ فضائل میں، نہ ترغیب میں اور نہ ترہیب میں اور نہ ہی اس کے علاوہ، اِلَّا یہ کہ کوئی شخص موضوع حدیث کو بیان کرے اس کے موضوع ہونے کو بیان کرنے کے لیے کہ موضوع ہے اس لیے یہ بیان کرنے کے لیے حدیث کو بیان کرے یا اس کا ذکر کرے۔

جو ضعیف ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ ترغیب اور ترہیب میں اور فضائل میں جائز ہے ان لوگوں نے بھی تین شرطیں رکھیں ہیں:

1-پہلی شرط یہ ہے کہ ضعف شدید نہ ہو (بہت زیادہ ضعیف نہ ہو)۔

2-دوسری شرط یہ ہے کہ اصل عمل جو ہے جس کے لیے ثواب اور عقاب کا ذکر ہے وہ صحیح دلیل سے ثابت ہو۔

3-تیسری شرط یہ ہے کہ وہ یہ عقیدہ نہ رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے بلکہ وہ اس طریقے سے بیان کرے کہ ترغیب کے معاملے میں وہ امید رکھتا ہے اور ترہیب کے معاملے میں وہ خوف اور ڈر رکھتا ہے۔

اور جو صیغہ ہے بیان کرنے کا وہ براہ راست یہ نہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یا" قال صلى الله عليه وسلم " یا" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " یہ نہ کہے، بلکہ یہ کہے: " روي " یا" ذكر ": اسے کہتے ہیں صیغۃ التمریض عام زبان میں، " وما أشبه ذلك " یا اس طریقے کے کوئی اور الفاظ ہوں جن میں واضح یہ نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

پھر شیخ صاحب بڑی پیاری بات کہتے ہیں، فرماتے ہیں: عوام الناس میں جو " ذُكر وقيل وقال " میں فرق نہیں جانتے تو ایسے الفاظ ان کے لیے بیان نہ کریں کیونکہ عامی شخص جو طالب علم نہیں ہے وہ یہ فرق نہیں جانتا کہ صیغۃ التمریض کیا ہے۔

یعنی: " قال، اور ذُکِرَ، یا رُوِیَ ": " ذُکِرَ " (ذکر کیا گیا) " رُوِیَ " (روایت کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے)۔

" قال صلی اللہ علیہ وسلم " کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

دونوں میں کیا فرق ہے؟ ایک جزماً ہم کہہ رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے، دوسرا ہم کہتے ہیں یقین نہیں ہے ہو بھی سکتا ہے نہیں بھی ہو سکتا، اسی لیے روایت کیا گیا۔

اب عامی کو کیا پتہ روایت کیا گیا اور روایت کیا ہے میں فرق ہے؟! اس لیے ایسے الفاظ عوام کے سامنے بیان نہ کریں کیونکہ وہ یہ سمجھے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے کیونکہ اس کے نزدیک جو بات محراب یا مسجد میں کی جاتی ہے وہی صحیح ہے۔

آخر میں تنبیہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ باب جو ہے آخرت پر ایمان کے تعلق سے اور قیامت کی جو نشانیاں ہیں اس کے تعلق سے ہے، اس میں بہت ساری احادیث موجود ہیں جن میں بہت ساری ضعیف بھی موجود ہیں اور موضوع بھی ہیں اور اکثر یہ کتاب الرقائق والمواعظ میں موجود ہیں جو دل کو نرم کرنے والی چیزیں ہیں، تو یہ واجب ہے کہ اُن سے خبردار رہا جائے اور دیکھا جائے اور عوام (لوگوں) کو بھی اُن سے خبردار رکھا جائے جن کے ہاتھوں میں ایسی کتابیں موجود ہوں۔

اور جو یہ چاہتا ہے یعنی یہ علم جو ہے تو اسے پالیتا ہے؛یعنی حق علم جو ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو یہ چاہتا ہے تو وہ پا بھی لیتا ہے(یعنی اللہ تعالیٰ اسے توفیق دیتا ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یہ صحیح بات ہے قرآن مجید ہمارے پاس ہے اور بہت ساری احادیث بھی ہمارے پاس ہیں لیکن احادیث جو ہیں اُن کو مزید دیکھنے کی ضرورت ہے کہ صاف اور پاک رکھا جائے صحیح کو ضعیف سے الگ کیا جائے تاکہ لوگ اپنے عقیدہ جو ہے اس باب میں اور تمام دین کے معاملات میں صحیح بنیاد پر رکھ سکیں۔

اور یعنی اللہ تعالیٰ توفیق اس کو دیتا ہے جو خیر چاہتا ہے جو حق چاہتا ہے، اگر آپ کی جستجو ہے کہ آپ نے قرآن اور سنت پر عمل کرنا ہے اور اخلاص نیت کے ساتھ قدم بڑھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دیتا ہے اور ان شاءاللہ آپ حق کو پالیتے ہیں۔

آخرت پر ایمان کے تعلق سے باب مکمل ہوا، اگلے درس میں ان شاءاللہ ایک نئے باب سے درس کا آغاز کریں گے ''في الايمان بالقدر'': تقدیر پر ایمان کے تعلق سے۔

((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

mp3 Audio

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (086.العقيدة الواسطية) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔